Dr. Moinuddin Aqeel
Ph.D., D.Litt

تعارف

مولانا عبدالقدیر صدیقی حسرتؒ کو سابق مملکتِ حیدرآباد کے علمی و دینی حلقوں میں ایک معلم و مدرس اور مصنف و شاعر اور ان سے بڑھ کر ایک عالم اور ایک فاضلِ اجل صوفی بزرگ کی شہرت و توقیر حاصل رہی ہے۔ ایک عرصہ تک وہ جامعہ عثمانیہ میں پروفیسر شعبۂ دینیات کی حیثیت سے منسلک رہے اور اس سے قبل مدرسۂ دارالعلوم حیدرآباد سے، جہاں وہ طالبِ علم بھی رہے تھے، منسلک ہوئے۔ یہیں سے انھوں نے پنجاب یونیورسٹی سے الحاق کے تحت علوم شرقیہ کے امتحانات کامیاب کیے تھے اور عربی و فارسی زبانوں میں کامل دستگاہ حاصل کی تھی۔ معاصرین میں جامعہ عثمانیہ کے اکابر مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا الیاس برنی اور خلیفہ عبدالحکیم سے قرب رہا، جو ان کے حلقہ ہائے درس میں شامل ہو کر ان سے استفادہ بھی کرتے رہے۔ ایک کثیر التعداد حلقۂ مریدین و تلامذہ کو اپنے رشد و برکات سے باریاب کیا کہ بعدِ وصال بھی ان کا فیض تا حال جاری ہے۔

اگرچہ ان کی شہرت، ان کے شغلِ تصوف و معرفت کے باعث ہوئی لیکن وہ معروف معنوں میں ایک تارک الدنیا صوفی بھی نہ تھے، بلکہ واقعتاً ایک عالمِ باعمل اور جید معلم بھی تھے کہ جنھیں بجا طور پر علومِ دینیہ میں بحر العلوم اور استاذ الاساتذہ بھی کہا گیا۔ وہ عربی، فارسی و اردو تینوں زبانوں پر عبور رکھتے تھے، شعر بھی کہتے تھے اور تالیف و تصنیف کے وسیلے سے اپنا فیض عام کرتے تھے۔ شاعری میں "کلیاتِ حسرتؔ" اردو کلام کا مجموعہ ہے۔ متعدد کتابیں یادگار چھوڑیں، جن میں تفسیر قرآن، جو "تفسیر صدیقی" کے نام سے موسوم ہے، زیادہ معروف اور مقبول ہے۔ دیگر تصانیف میں "الدّین" متعدد موضوعات پر آیاتِ قرآنی و احادیث کا مجموعہ ہے۔ "حکمتِ اسلامیہ" اور "المعارف" تصوف کے موضوع پر مشتمل کتابیں ہیں۔ علم الکلام پر ایک جامع کتاب "معیار الکلام" ہے۔ ابنِ عربیؒ کی تصنیف "فصوص الحکم" کا ترجمہ و شرح بھی آپ کے علمی و فکری کام کا اہم حصہ ہے۔ الدّین، حکمت اسلامیہ، ترجمہ فصوص الحکم اور دیگر چند کتابیں داخلِ نصاب بھی رہیں۔

آپ کا وصفِ امتیازی، علومِ دینیہ، شاعری اور تصوف سے مستعار ہے لیکن ذوق و شوق ہمہ گیر اور متنوع تھا۔ ایک جانب خوش نویسی اور خطاطی و موسیقی جیسے فنونِ لطیفہ سے بھی شغف تھا تو دوسری جانب شمشیر زنی، تیر اندازی اور کشتی سے بھی شغل رہا۔ اپنے ذوقِ علمی، مطالعہ کی وسعت اور لیاقت و استعداد کے باعث حکومت کے محکمۂ تعلیم کی تشکیل کردہ مجلسِ نصاب کے رکن بھی رہے۔ علامہ شبلی نعمانی اس مجلس کے سربراہ تھے، جس کے سبب انھیں علامہ کی معیتیں اور صحبتیں بھی میسر رہیں۔ دارالعلوم اور جامعہ عثمانیہ سے وابستگی کے باعث آپ کے روز و شب علوم کی ترویج و تعلیم میں گزرتے رہے اور اکابر علمائ و فضلاءٔ آپ کے حلقۂ ارادت و صحبت سے فیض پاتے رہے۔

آپ کی تصانیف آپ کی ذوقِ علمی اور فیض سلف کی یادگار ہیں۔ ان میں ــ "تفسیر صدیقی" اس اعتبار سے منفرد ہے کہ یہ عام فہم زبان میں ہے کہ ہر سطح کے قاری کے لیے استفادہ کا باعث ہے۔ پھر ترجمہ اور تشریحِ مطالب اس میانہ روی اور توازن کے ساتھ ہیں کہ کسی مسلک و عقیدے کے لیے نہ گراں ہیں نہ قابلِ اعتراض و تنقید۔

یہ تفسیر ایک سے زائد بار شائع ہو چکی ہے اور ایک وسیع حلقے میں مقبول ہے۔ نفسِ مضمون کے لحاظ سے صراحت، تشریح اور تجزیہ اس کے امتیازی و نمایاں اوصاف ہیں۔ چناں چہ چھے جلدوں پر مشتمل اس کی ضخامت اس کا ایک ناگزیر پہلو ہے، جو آج کی مشینی زندگی میں بیشتر قارئین اور شائقین کے لیے اس سے متواتر یا مستقل استفادہ میں مانع رہتی ہے۔ فی زمانہ اب ایسی ضخیم تفاسیر کے مجمل اور ملخص متن مرتب کرنے کا رجحان کچھ عام ہو رہا ہے اور یہ مستحسن اور ضروری بھی ہے تاکہ ایسی مفید تصانیف سے استفادہ آسان اور عام ہو سکے۔ لہٰذا ''تفسیر صدیقی'' کے ضمن میں اس ضرورت کو نبیرۂ حسرتؔ، جناب عبدالاحد صدیقی صاحب نے نہ صرف محسوس کیا بلکہ خود پیش قدمی کر ڈالی اور اس تفسیر سے ایک ایسا جامع اور مربوط ملخص تیار کر ڈالا جو اس نوعیت کی کوششوں میں اپنی مثال آپ ہے۔

یہ اس اعتبار سے منفرد اور حد درجہ مفید ہے کہ نفسِ مضمون کہیں حذف یا مجروح نہیں ہوا اور مطالب پوری طرح واضح بھی ہو گئے اور ابلاغ بھی مکمل ہو گیا۔ یوں عبدالاحد صاحب نے دراصل دریا کو کوزے میں سمو دینے کی ایک کامیاب مثال ہمارے سامنے پیش کی ہے۔ صاف لگتا ہے کہ یہ کوئی آسان کام نہ تھا جس سے وہ سہولت سے گزر گئے ہوں۔ انھوں نے زبان و اسلوب کو نہایت سادہ اور آسان رکھنے کی کامیاب اور موئثر کوشش کی ہے اور جدید تعلیم سے فیض یافتہ قارئین کے لیے، جن کے لیے فارسی و عربی آمیز الفاظ تو ایک طرف اردو کے علمی و اصطلاحی الفاظ کو سمجھنا بھی مشکل ہوتا جا رہا ہے، ایسے الفاظ کے اردو یا انگریزی مترادفات کا خاص اہتمام کر کے مطالب اور نفسِ مضمون کو پوری طرح قابلِ فہم بنا دینا ایک کارنامے سے کم نہیں۔ پھر مزید یہ کہ ترتیبِ متن کے اہتمام میں اصل آیات کے ترجمے اور پھر تشریح و تفسیر میں جو زبان استعمال کی ہے اس کا مزاج اور اس کی نوعیت کو اصل مفہوم سے دور ہونے نہ دیا۔ جس سے صاحبِ تفسیر کا حقیقی پیرایۂ بیان اپنی تمام تر دل کشی کے ساتھ قائم رہا۔ یوں عبدالاحد صدیقی صاحب نے اس ضخیم تفسیر کے تمام متعلقات و لوازم اور تصریحات و تشریحات کو دل نشین اسلوب میں اس طرح منتقل کر دیا ہے کہ تاثیر کم نہیں ہوتی اور نفسِ مضمون اپنی پوری معنویت اور افادیت کے ساتھ قارئین تک منتقل ہو جاتا ہے۔ پھر ہر مقام پر اصل متن کا حوالہ اس طرح درج کر دیا ہے کہ ضرورتاً اصل متن سے رجوع یقینی رہے۔

اپنے ان اوصاف کے باعث زیرِ نظر "حاصلاتِ تفسیر صدیقی" میں، ہماری آئے دن کی بڑھتی ہوئی مصروفیات اور وقت کی کمی کے تناظر میں موجودہ اور آیندہ نسلوں کو ان کی ضرورتوں اور ان کے فہم اور لسانی استعداد کے عین مطابق عبدالاحد صاحب نے مضامین کا ایک ایسا مجموعہ مرتب کر دیا ہے کہ جو سہل و آسان اور جامع و مفید بھی ہے اور ساتھ ہی تمام مسالک کے قارئین کے لیے جاذبِ توجہ اور قابلِ مطالعہ بھی۔ اپنی اس کوشش پر وہ علمی دنیا کی جانب سے استحسان و تشکر کے مستحق ہیں۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل

پروفیسر شعبۂ اردو و ڈائرکٹر شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ

کراچی یونیورسٹی، کراچی